بسم الله الرحمن الرحيم

اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

جلد ۵ — نمبر ۱۴

مصباح

زنانہ اخبار مہینے میں دو بار

۱۵ جون ۱۹۳۱ء — چندہ سالانہ دو روپیہ ۲ عہ — ۲۷ محرم الحرام ۱۳۵۰ھ

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

قادیان دار الامان سے یکم و پندرہ کو شائع ہوتا ہے

KHILAFAT LIBRARY

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون نگار
مسئلہ بیکاری اور اس کا حل	۳–۵	مرسلہ محترمہ نسیم کیمبل پوری
ترکوں کی تمدنی ترقیاں	۶–۹	محترمہ کنیز فاطمہ بانو جودھپور
ڈاکٹر کی فیس	۱۰–۱۱	ع - ش
ہندوستان میں زنانہ تعلیم	۱۱–۱۳	عصمت
لجنہ اماء اللہ گجرات	۱۳–۱۴	اہلیہ ملک برکت علی صاحب گجرات
تبتی عورتوں کے حالات	۱۵–۱۷	ماخوذ
کریول اور اس کی بیٹی	۱۷–۱۸	ماخوذ
لجنہ زنانہ خوبصورتی کے راز	۱۸	ماخوذ

وہ چاند عرب کا

(۱)

وہ چاند عرب کا
محبوب وہ رب کا
سردار وہ سب کا

وہ نور کی تصویر — والفجر کی تفسیر
وہ سب سے نرالا — وہ گیسوؤں والا
احسان مجسّم — وہ سرورِ عالم

نازک سے بدن پر
فرسودہ سی چادر
اوڑھے ہوئے دن بھر

(۲)

اونٹوں کا نگہباں
شاہنشاہِ دوراں
سلطانوں کا سلطاں

وہ شان نرالی — کملی بھی وہ کالی
شاہنشاہِ کونین — پہنے ہوئے نعلین
اعجاز ہے اعجاز — واللہ ہے اک راز

وہ زلف معنبر
شانوں پر بکھر کر
کرتی تھی معطّر

(۳)

اللہ کے دشمن
وہ دین کے رہزن
ہو شہر کہ یا بن

جس جا نظر آتے — بے طرح ستاتے
اِک خاک اڑاتا — اِک مارنے آتا
ہر روز شرارت — ہر دن نئی آفت

وہ رحم کا پُتلا
ہرگز نہ بگڑتا
کچھ دھیان نہ کرتا

(۴)

جب دانت گئے ٹوٹ
اور سر بھی گیا پھوٹ
بس مچ گئی اِک لُوٹ

اِک خون کی چادر — بہنے لگی رُخ پر
تھی ریش بھی پُرخوں — عارض بھی تھے گلگوں
اللہ ری رحمت — خوں پونچھ کے حضرت

فرماتے تھے اللہ!
یہ قوم ہے گمراہ
دِکھلا تو اُنہیں راہ

(۵)

حیدر ہو کہ قنبر
پیادہ ہو کہ افسر
تھے سب ہی برابر

یہ طرز مساوات — تھی اِک نئی بات
وحشی وہ عرب کے — دشمن تھے جو رب کے
یہ دیکھ کے حالت — آتے تھے بکثرت

KHILAFAT LIBRARY

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مصباح

قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ جون ۱۹۳۱ء

KHILAFAT LIBRARY

مسئلہ بیکاری اور اُس کا حل

ہندوستان غریب کیوں ہے؟ اس سوال کے ایک پہلو پر گذشتہ پرچہ میں روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ آج پھر اسی مضمون کے دوسرے پہلو کو لیتے ہیں۔

ہندوستان میں بیکاری روزافزوں ہے۔ ہزاروں لاکھوں نوجوان ملک میں ایسے ہیں۔ جن کے پاس یونیورسٹی کی بڑی بڑی ڈگریاں ہیں لیکن نوکری کہیں نہیں ملتی۔ وہ فاقے کرتے ہیں لیکن کوئی ان کے حال کا پرسان نہیں۔ تمام بہی خواہان ملک کا فرض ہے۔ کہ وہ اس مسئلہ کی طرف توجہ دیں۔ اور بیکاری کے اسباب معلوم کر کے اسکے سدّباب کے لئے سرگرمی سے مصروف کار ہو جائیں۔

ملک کی یہ بدبختی ہے کہ خواتین اسکی طرف بالکل توجہ نہیں کرتیں۔ حالانکہ روٹی کی وہ ویسی ہی محتاج ہیں جیسا کہ مرد۔ اُن کا خیال ہے۔ کہ ملازمت تلاش کرنا اور ملک کو جادۂ ترقی پر گامزن کرنا صرف مردوں کا ہی کام ہے۔ اور اُن کو اِن کاموں میں حصّہ لینے کی چنداں ضرورت نہیں۔ حالانکہ ملک کی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کے لئے اُن کی بھی ویسی ہی ضرورت ہے جیسا کہ مردوں کی۔ گذشتہ مضمون میں یہ بتایا جاچکا ہے کہ ہندوستان کے افلاس کے لئے ہماری معاشرتی زندگی کس حد تک ذمہ دار ہے۔ آج ہم مختصر طور پر روزافزوں بیکاری کے سدّباب کیلئے علاج سوچیں۔ امید ہے کہ بہنیں اس پر غور کرینگی اور سمجھ سکیں گی کہ ان کے وجود کی ان دنوں ہندوستان کو کیسی ضرورت ہے۔

غلّہ کی ارزانی

ہندوستان میں غلّہ ضرورت سے زیادہ پیدا ہوتا ہے لیکن شومئی قسمت سے آسٹریلیا روس وغیرہ سے بھی ایک کثیر تعداد میں گیہوں برآمد ہوتا ہے۔ نتیجۃً سپلائی زیادہ ہو جاتی ہے۔ اور نرخ بہت حد تک گر جاتے ہیں جس کی وجہ سے ہندوستان کے کروڑوں کسانوں کو ناقابل برداشت خسارہ اُٹھانا پڑتا ہے۔ اس پر طرّہ یہ کہ باہر کا گیہوں یہاں آکر بہت سستا فروخت ہوتا ہے۔ کیونکہ جہاز کا کرایہ بہت کم ہے بہ نسبت ہماری گاڑیوں کے جس کی وجہ سے بھی ہندوستانی زمینداروں کا غلّہ بیکار پڑا رہتا ہے۔ اگر باہر کے غلّے پر محصول زیادہ کیا جائے یا قطعی طور پر ان کا داخلہ ملک کے اندر بند کر دیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جائے۔ اور ریلوں کا کرایہ گیہوں کے لئے کم ہو جائے تو بھی ہمارے زمینداروں کا بہت فائدہ ہو سکتا ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی وجوہات ہیں ہمارے افلاس کی۔ لیکن تفصیل کی گنجائش نہیں۔ مختصر طور پر ذیل کی سطور میں ان کا ضمناً ذکر کیا جائیگا۔

زراعت

اس ملک میں قریباً ۸۰ فیصدی لوگ زراعت پیشہ ہیں۔ اس لئے ان کی حالت بہتر کرنے کے لئے بہت توجہ درکار ہے۔

کہا جاتا ہے کہ یہاں کے کسان رجعت پسند ہیں۔ مَیں کہتی ہوں۔ سب غلط۔ ہندوستان ہرگز قدامت پسند نہیں۔ وہ نئے طریقوں کو اختیار کرنے کیلئے تیار ہیں۔ بشرطیکہ ان کے پاس پیسے ہوں وہ نادار ہیں غریب ہیں مفلس ہیں قلاش ہیں پھر بتایا جائے کہ وہ ان مشینوں اور کھادوں کو خریدنے کے کس طرح پر اہل ہو سکتے ہیں۔ جب ان کے پاس خود روٹی کھانے کو ایک پیسہ نہیں ہوتا تو پھر وہ کس طرح پر مشینری وغیرہ خرید کر سکتے ہیں۔

کہا جاتا ہے ہندوستانی علم زراعت سے بے بہرہ ہیں لیکن وہ بہرہ ور کس طرح ہوں؟ جب ان کے لئے آسانیاں مہیا نہیں کی جاتیں۔ سکول اور کالجوں کے اخراجات اسقدر زیادہ ہیں کہ ایک اوسط درجہ کا کسان ان کا تحمل نہیں ہو سکتا۔

پس یہ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ وہ زراعت کو فروغ دینے کے لئے ہر ممکن کوشش عمل میں لائے۔ کوآپریٹو کریڈٹ سوسائٹیاں (انجمن ہائے امداد باہمی) رائج کی جائیں۔ نمائشیں ہوں تاکہ متموّل زمینداروں کو نئے قسم کے اوزار خریدنے کی خواہش پیدا ہو۔ زمیندارہ بنک کھولنے بھی بہت مفید ثابت ہونگے۔

ہندوستان میں زراعت پیشہ باشندوں کی تعداد کو مدّنظر رکھتے ہوئے۔ ملک میں زراعتی کالج بہت تھوڑے ہیں۔ اگر ان کو وسیع پیمانے پر کھولا جائے تو ملک کی تعلیمی ترقی کے لئے بہت مفید ثابت ہوگا۔

صنعت و حرفت

صرف یہی نہیں کہ زراعت کی طرف توجہ دی جائے ملک میں صنعتی کارخانے بھی کھولنے چاہئیں۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ یہاں کے اجناس کا کثیر حصہ باہر چلا جاتا ہے۔ اور وہاں سے چیزیں تیار ہو کر یہاں پر بکتی ہیں۔ حالانکہ وہی فیکٹریاں جو ہندوستان سے باہر ہیں ہندوستان میں بھی کھولی جا سکتی ہیں بلکہ یہاں کھولنے سے ہمیں زیادہ دقّت کا سامنا کرنا نہیں پڑیگا۔ کیونکہ یہاں اجناس خام کافی تعداد میں ہوتا ہے۔ اور لوہے کوئلے کی کانیں بھی موجود ہیں۔ صرف گورنمنٹ کی توجہ درکار ہے اور لوگوں کی ہمّت اور استقلال۔ پہلے پہلے بعض مشکلات کا سامنا ہوگا جو ہر نئے کارخانے کو ہوتی ہیں۔ لیکن اخیر کار میدان ہمارا ہوگا۔

افسوس ہے کہ لوہار۔ ترکھان وغیرہ پیشوں کی طرف توجہ کم ہو رہی ہے۔ حالانکہ اگر انہیں کاموں کو وسیع پیمانے پر شروع کیا جائے۔ تو بہت کچھ ترقی کی اُمید ہے۔ اس سلسلہ میں روپیہ کی ضرورت

KHILAFAT LIBRARY

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوگی۔ اگر لوگ آپس میں ہی انجمنیں اور سوسائٹیاں قرضہ حسنہ دینے کے لئے بنالیں تو یہ مالی ضرورت بھی رفع ہوسکتی ہے ٭

مشینوں نے جلاہے وغیرہ کے کام کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ مشین کے بُنے ہوئے کپڑوں کے سامنے کھدرے کھادی کپڑے کا کیا مقابلہ؟ پچھلے زمانہ میں ہندوستان کے قالین اور غلیچے بہت شہرت رکھتے تھے۔ اگر لوگوں کی ہمت افزائی کی جائے تو یہ صنعت پھر ترقی کرسکتی ہے اور ہزاروں لوگوں کو ملازمت کرنے کی زحمت اُٹھانی نہ پڑیگی ٭

اب سوال یہ ہے کہ اگر یہاں صنعتی کارخانے کھول بھی دیئے جائیں۔ تو بیرونی ساخت شدہ اشیاء کے ساتھ ان کا مقابلہ کس طرح ہوسکیگا۔ اس کے لئے غرض یہ ہے کہ بیرونی ممالک کی اشیاء کا ہندوستان میں داخلہ کچھ عرصہ کے لئے بند کردیا جائے یا ان پر اتنا محصول ہو کہ وہ ہماری اشیاء کو بازار سے نکال نہ سکیں۔ اور جب ہماری فیکٹریاں اور کارخانے اپنے پاؤں پر کھڑے ہوجائیں تو پھر ان کے آنے کی اجازت دیجائے ٭

تعلیم

آجکل جو تعلیم ہمیں یونیورسٹیوں میں دی جاتی ہے وہ ہمارے لئے زیادہ مفید نہیں۔ ہم شیکسپئر کے ڈرامے اور حساب کی ضخیم کتب کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں دراں حالیکہ ان کا ہماری عملی زندگی میں بہت کم فائدہ ہے۔ الجبرا اور حساب کے پُر پیچ مسائل ہمیں نوکری دلانے میں کسی طور پر ممد نہیں ہوسکتے فلسفہ اور تواریخ کے ساتھ ہماری دماغی حالت بہتر ہوسکتی ہے۔ لیکن ملازمت دلانے کے چنداں مفید نہیں۔ ملک میں سوچنے اور غور کرنیوالے تو پیدا ہوسکتے ہیں۔ لیکن عملی کام کرنیوالے، جفاکش، محنتی لوگ ہرگز پیدا نہیں ہوسکتے۔ پس ہماری تعلیم میں بھی اصلاح کی ضرورت ہے۔ اگر ہم کو ایسے علوم پڑھائے جائیں جو نہ صرف ہماری دماغی حالت کو ارفع کردیں بلکہ ہماری اقتصادی حالت کو بھی بہتر کرسکیں تو اس سے زیادہ ملک کی خوش قسمتی کیا ہوسکتی ہے ٭

آجکل ملک کو تھیوریوں کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ٹھوس اور عملی کاموں کی ہے ٭

غیر ممالک میں جانا

اس طرف ہمارے لوگوں کی بہت کم توجہ ہوئی ہے حالانکہ اگر آسودہ حال لوگ اپنے ملک سے باہر نکلیں۔ ان کی تہذیب اور ان کے تمدّن کا بنظرِ امعان مطالعہ کریں تو وہ اپنے ملک کے لئے بہت کچھ کرسکتے ہیں۔ یہ نہ خیال کرنا چاہیئے کہ فلاں ملک میں پہلے ہی بیکار لوگ بہت ہیں۔ ہر انسان کسی نہ کسی رنگ میں ماہر ہوتا ہے۔ کیا پتہ کہ اُن کو اسی آدمی کی ضرورت ہو۔ ابھی بہت سے جزائر غیر آباد پڑے ہیں۔ اگر ان میں ہجرت کرلی جائے اور نئی آبادیاں بسائی جائیں تو بھی بیکاری کا تدارک بہت حد تک ہوسکتا ہے لیکن افسوس ہے کہ اس کام میں جو چیز حائل ہے وہ صرف ہندوستانیوں کی قدامت پسندی ہے۔ یہ لوگ ملک سے باہر جانے اور نئی آبادیاں بسانے سے بہت خوف کھاتے ہیں۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر یہ اس وقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہت متموّل ملک سمجھا جاتا ہے یہ علاقہ پہلے بہت ہی غیر آباد اور جنگلوں وغیرہ سے اَٹا پڑا تھا۔ یہاں سب سے پہلے انگریزوں کے فرقہ نے ہجرت کی۔ جنہوں نے بہت سی آبادیاں بسائیں اور اس قدر ترقی کی کہ آجکل امریکہ کسی اور تہذیب یافتہ ملک سے پیچھے نہیں ٭

باتیں تو اور بھی ہیں۔ لیکن میں یہیں پر ختم کرتی ہوں۔ اور بہنوں سے استدعا ہے کہ وہ مردوں کا اس ضمن میں پورے طور پر ساتھ دیں کیونکہ ان کے تعاون بغیر کسی ترقی کی سیڑھی پر چڑھنا محال ہے دگھریلو صنعتوں کو فروغ دینے کے لئے وہ بہت کچھ کرسکتی ہیں اور غیر ممالک میں ہجرت کرنے کے لئے اگر وہ اپنے اندر جرأت اور بہادری پیدا کریں تو یہ مشکل بھی رفع ہوسکتی ہے ٭ نسیم کمیل پوری

تُرکوں کی تمدّنی ترقیاں

— ترکی —

KHILAFAT LIBRARY

جہاں ہر قوم ترقی پر گامزن ہے۔ وہاں ترک قوم بھی ترقی میں نمایاں ہے۔ چنانچہ ترکی حکومت نے سب رسومات کو اپنے ذمہ لیا ہے۔ اور قوم کو اس بار سے بچا لیا ہے۔ جو کہ ترک حکومت کی دانشمندی پر مبنی ہے۔ مَیں یہاں چند رسومات یعنی بیاہ شادی۔ مرنے جینے۔ نکاح طلاق۔ ختنہ و مہمانداری کا ذکر کرونگی۔ جن کا ترکی حکومت نے قانون نافذ کر دیا ہے۔ اور جن کی پابندی ہر فرد جمہوریت کا فرض ہے ٭

تقریب تولید جب کسی ترکی گھر میں ایک نومولود کی آمد ہوتی ہے۔ تو امین محلہ کا فرض ہے۔ کہ سرکاری دائی اور مقامی ہسپتال کے ڈاکٹر کو جو شعبۂ پیدائش و اموات کا رجسٹرار بھی ہے۔ اطلاع کرے۔ خوشحال کھاتے پیتے اہل ملک ایسے موقعوں پر تعلیم یافتہ ڈاکٹر دولیڈی ڈاکٹرنیوں کو طلب کرتے ہیں۔ مگر جو لوگ پرائیویٹ طبّی امداد کے متحمّل نہ ہوسکیں۔ ان کے لئے تعلیم یافتہ دائیاں بلا اُجرت موجود ہیں۔ اور ایسے وقت میں حکمًا حاضر ہونے پر مجبور ہیں۔ پنشن یافتہ یا غیر جنگی سپاہیوں کو نہ صرف اس قسم کی امداد دی جاتی ہے۔ بلکہ زچّہ کو خوردونوش اور نہایت ضروری اخراجات کے لئے نقدی بھی مہیّا کی جاتی ہے۔ جو لوگ نومولود کی آمد پر مقدار سے بڑھ کر جس کی تفصیل سرکاری قواعد میں درج ہے۔ خرچ کریں۔ یا مسرفانہ فیاضی کی نمائش کریں۔ ان سے محکمۂ احتساب باز پُرس کرتا ہے اور بصورت جرمانہ سزا دینے کا حقدار ہے۔ ولادت کی خوشی میں خوجہ یا خواجہ یا میانجی جو محلہ کی مسجد کے لائسنسدار پیش امام ہیں۔ بچّے کے کان میں اذان دینے کے عوض صرف مقررہ نذرانہ لے سکتے ہیں۔ کیونکہ حکومت سے انکو اپنا حق معاش ملتا ہے ٭

تقریب ختنہ رسم ختنہ بھی قریب قریب حکومت کی امداد و اعانت سے عمل میں آتی ہے۔ مقامی بلدیہ یعنی میونسپل کمیٹی کے عمال مناسب موسم کے لحاظ سے کسی باغ یا عام تفریح کے صحت افزا اور کھلے مقام پر رسم ختنہ ادا کیئے جانے کا اعلان کرتے ہیں۔ یہ اعلان کئی یوم پہلے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمایاں مقامات پر لگا دیا جاتا ہے۔ اور مقامی برقندازوں یا جنہیں اصطلاح میں بیکچی کہا جاتا ہے۔ کے ذریعہ با بانگ دہل سُنا دیا جاتا ہے۔ یہ اعلان غریب عوام کے لئے صلائے عام ہے۔ کہ اپنے بچّوں کو اس مقام پر لاکر ان کا ختنہ کرالیں۔ چنانچہ یوم و وقت مقرر پر جو بالعموم بعد مغرب ہوتا ہے غریب افراد اپنے بچّوں کو لے آتے ہیں۔ بلدیہ بچّوں کے لئے پلنگ اور والدین وعزیز و اقارب بستر مہیا کرتے ہیں۔ مقامی ڈاکٹروں کا ایک دستہ اگر بچّوں کی تعداد زیادہ ہو۔ تو حاضر ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی چھاؤنی یا معسکر قریب ہو۔ تو کمیدان جنگی بلینڈ بھیجدیتا ہے۔ اور قندیلوں سے روشن اور جھنڈوں سے سجے ہوئے باغ میں رسم ختنہ عمل میں آتی ہے۔ حکومت بچّے کو ایک جوڑا لباس اور شیرینی کی دعوت دیتی ہے۔ اور چند یوم تک ان مسلموں کو وہیں رہنے کی اجازت دیتی ہے۔ تاکہ سرکاری ڈاکٹر ان کی دیکھ بھال کرتے رہیں۔ چونکہ ترک قوم کی سرشت میں جنسین سے ہمدردی کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ بعض امیر اور صاحب مقدرت ترک بھی اپنے بچّوں کو غریب بچّوں کے ہمراہ ختنہ کرانے کے لئے لے جاتے ہیں۔ اور شیرینی اور تحائف سے ان کی خاطر و مدارات کرتے ہیں۔ اس تقریب پر بعض مقامات پر سینما اور بازیگروں کے تماشے بھی ہوتے ہیں *

KHILAFAT LIBRARY

تقریب بسم اللہ

قیام حکومت جدیدہ کے قبل کسی ترک بچّے کی تقریب بسم اللہ حسب حیثیت نہایت دھوم دھام سے عمل میں آتی تھی ایسے موقع پر امراء و غریب اہل محلہ کے بچّوں کی بسم اللہ بھی اپنے صرف سے کرواتے تھے۔ بچّوں کو ایک سجے ہوئے ٹٹو پر سوار کیا جاتا تھا۔ اور نماز مغرب کے بعد اہل محلہ اور بچّے ہاتھوں میں قندیلیں لئے مناقبات رسول اللہ گاتے ہوئے محلہ کی مسجد میں جاتے تھے۔ اور حاضرین کی تواضع مٹھائی سے کی جاتی تھی۔ مگر اب جبری اور مفت تعلیم کا قانون پاس ہو چکا ہے۔ اور لوگ اس تقریب کے مصارف سے سبکدوش کر دیئے گئے ہیں۔ البتہ پرائیوٹ طور پر شیرینی تقسیم کر لیتے ہیں۔ یا ہلال احمر فنڈ میں کچھ چندہ دیدیتے ہیں۔ تمام مساجد میں سرکاری مکتب کھل چکے ہیں۔ اور والدین کا فرض ہے۔ کہ اپنے بچّوں کو پانچ اور سات سال کی عمر کے درمیان میں مدرسے بٹھا دیں۔ بصورت دیگر تعزیر ہوتی ہے *

تقریب نکاح

جدید حکومت نے نکاح حق مہر اور طلاق کے متعلق سخت قوانین نافذ کرکے جمہور سے ان پر عمل کرایا ہے۔ اب رسم نکاح پرائیویٹ طور پر عمل میں نہیں آتی۔ بلکہ فریقین یا ان کے والدین کو مقامی قاضی کے روبرو اپنی حیثیت پارچات و زیور و دعوت ولیمہ کے کھانوں کی فہرست پیش کرکے اجازت حاصل کرنی پڑتی ہے۔ اس تفصیل میں یہ ظاہر کیا جانا ضروری ہے۔ کہ نکاح فریقین کی رضامندی سے قرار پایا جاتا ہے۔ اور ہر دو کسی قسم کی متعدی مرض میں مبتلا نہیں ہیں متوسط حیثیت کے فریقین ایک دوسرے کو دو جوڑوں سے زیادہ دینے کی مجاز نہیں۔ زیورات کی قیمت بھی حسب حیثیت مقرر کی جاتی ہے۔ حق مہر اگر بغیر ہی ہو۔ تو مضائقہ نہیں۔ ورنہ اس کی مقدار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی معین کر دی جاتی ہے۔ نکاح قاضی حکومت کی موجودگی میں پڑھا جاتا ہے۔ اور وہی اس کا سرٹیفکیٹ دیتا ہے۔ سرٹیفکیٹ پر سرکاری اسٹام گویا فیس نکاح متصور ہوتا ہے۔ دعوت ولیمہ غریبوں کے لئے دو کھانوں سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔ اور صاحب ثروت والے چار کھانوں سے زیادہ کے مجاز نہیں۔ محکمہ ہائے جنگی و ملکی کے افراد ۲۵ اور ۳۰ سال کی عمر کے درمیان نکاح کرنے پر مجبور ہیں۔ اگر اس فرض سے پہلو تہی کریں۔ تو ملازمت سے برطرف کر دیئے جاتے ہیں۔ اس عمر کے بعد عام مرد کنواروں پر ٹیکس لگایا جاتا ہے۔ کیونکہ ترکی حکومت کو اپنے عساکر کے لئے لاکھوں جوانوں کی ضرورت رہتی ہے۔ اس حکم کی حکمت عملی کا سمجھ میں آنا مشکل نہیں۔ اہل عسکر کی بیبیوں کو ان کے شوہروں کے دوران خدمت میں گذارہ ملتا ہے۔ اور ہر ایک بچے کو ضروری مصارف اور تعلیم مفت دی جاتی ہے۔

ضرورت طلاق

حکومت نے فرائض و حقوق زن و شوہر کا تعین کر کے طلاق کے امکان کو بہت مشکل کر دیا ہے۔ اور بالفرض اگر طلاق کے بغیر چارہ نہ ہو۔ تو فریقین حکام عدالت کی طرف رجوع کر کے طلاق یا خلع لینے کے حقدار ہیں۔ ترک قوم طبعاً کثرت ازدواج سے متنفر ہے۔ اس لئے ان میں طلاق کی نوبت بہت کم آتی ہے۔ ترکی خانہ دار عورتیں بلا استثنیٰ باسلیقہ اور خانہ آرا ہوتی ہیں۔ اور کوئی عورت گوارا نہیں کرتی۔ کہ وہ مطلقہ کہلائے البتہ عربوں اور کردوں میں کثیر الازدواجی عام ہے۔ لہٰذا ان میں طلاق بھی کثرت سے ہوتی ہے۔

انسداد بداخلاقی

نسبی نجابت کو برقرار رکھنے کے لئے ترکی قانون کی غیر اقوام کے افراد کے ساتھ نکاح کرنے کی دفعات نہایت سخت ہیں۔ مثلاً کوئی ترک حکومت کی خاص اجازت کے بغیر کسی غیر ترکی اور غیر مسلم عورت سے نکاح کرنیکا مجاز نہیں۔ اور کوئی غیر ترک یا غیر مسلم مرد کسی ترک عورت سے نکاح نہیں کر سکتا۔ انسداد بداخلاقی کے متعلق ترکی محکمہ پولیس کو وسیع اختیارات حاصل ہیں۔ جس کی پہلی دفعہ یہ ہے۔ کہ کوئی ترک عورت علانیہ طور پر بداخلاقی نہیں کر سکتی۔ اور صرف قسطنطنیہ میں جہاں کہیں اس قماش کے ارمنی۔ یونانی یہودی وغیرہ قوم کی عورتوں کے اڈے ہیں۔ ان کے رجسٹرڈ خاص اہتمام رکھے جاتے ہیں۔ اور وہاں جانے والے لوگوں کو اس مقام کے نیچے لٹکی ہوئی سرخ لالٹین کے محافظ سپاہی کی نوٹ بک میں اپنا نام و نشان لکھوانا پڑتا ہے۔ چند ماہ ہوئے۔ روزنامہ ٹائمز۔ لنڈن نے ترکی پولیس بلدہ استنبول پر ایک بسوط مضمون شائع کیا تھا جس میں اسکے عمال کی کارگذاری کا ذکر ستائش انگیز الفاظ میں کیا تھا اس مقالے میں درج تھا۔ کہ ترکی پولیس بعض حیثیتوں سے یورپ کے بڑے بڑے شہروں کی پولیس سے کہیں زیادہ مستعد ثابت ہوئی ہے۔ اور سیاسی جرموں اور بداخلاقی کی روک تھام میں انہوں نے نہایت قابل فخر خدمات سرانجام دی ہیں۔ ہم ذاتی تجربہ کی بنا پر کہتے ہیں۔ کہ بلدہ آستانہ کا ایشیائی یعنی ترکی استنبول اخلاقی اعتبار سے دنیا کے اور اس قسم کے مخلوط شہروں کے لئے قابل تقلید نمونہ ہے۔

رسم تجہیز و تکفین

ترکی معاشرت کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے۔ کہ کسی عزیز کی وفات پر بہت شدت سے رنج و غم نہیں کیا جاتا

Khilafat Library

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلکہ نہایت ہی خاموشی سے رسم جنازہ عمل میں آتی ہے۔ بلدہ استنبول کی وسعت کے باوجود میت کے عزیز و اقارب اسے کندھوں پر لے جانا پسند کرتے ہیں۔ اور بلدے کے بازاروں کے ایک غریب آدمی کی میت کو کسی وردی پوش کرنیل یا اعلیٰ درجہ کا سوٹ پہنے ہوئے آفندی کا کندھا دینا نہایت ہی اطمینان بخش نظارہ پیش کرتا ہے۔ فوتیدگی پر غریبوں اور محتاجوں کو علانیہ خیرات دینے کا رواج نہیں۔ اور نہ ماتم پرسی کرنے والوں کی تواضع چائے اور نان سے کی جاتی ہے۔ حالانکہ ترکوں میں کسی اجنبی ملاقاتی کی خدمت میں قہوہ اور سگریٹ پیش کرنے کی رسم عام ہے۔ ترک طبعاً نہایت ہی متین ہیں۔ نہ وہ خوشی اور تفنن سے کھلکھلا کر ہنستے ہیں اور نہ رنج کی حالت میں بآواز آہ و بکا کرتے ہیں۔ ترک عورتیں تکفین کے دن قبرستان نہیں جاتیں ؎

یوم فاتحہ خوانی

ترک مرد اور عورتیں یوم جمعہ کو بعد ادائے نماز قبرستان کے سروؤں کے سائے میں وقت گذارنا پسند کرتے ہیں۔ جہاں وہ اپنے گذر جانے والوں کے مزار پر فاتحہ پڑھتے ہیں اور قہوہ پیتے ہیں۔ چنانچہ اسی طریقے کی پیروی میں قبرستان سقوطری جمعہ کے دن ہزاروں زائرین سے بھرا رہتا ہے اور اسکے لاتعداد سروؤں کے سائے میں زن و مرد و اطفال کا میلہ لگا رہتا ہے۔ اس عجیب و غریب شہر خموشاں میں ہزاروں نہیں۔ بلکہ لاکھوں قبریں ہیں۔ قبرستان کیا ہے۔ ترکی قوم کی عروج و اقبال کی لوح تاریخ ہے۔ ترکوں کو اپنے ایشیائی حصۂ وطن سے نہایت ہی محبت ہے۔ اور اس محبت کا اظہار نہایت ہی تعصب سے کیا جاتا رہا ہے مثلاً ترکوں کے یورپی مقبوضات میں جہاں کہیں کسی صاحب حیثیت ترک کا انتقال ہوتا تھا۔ تو اسکے ورثاء اس کی نعش مزارستان سقوطری میں لاکر دفن کیا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ صدیوں تک جاری رہا۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ زائرین کو اس کی وسعت میں ہنگری آسٹریا۔ بلغاریہ۔ سربیہ مقدونیہ۔ یونان۔ البانیہ۔ روس۔ حتیٰ کہ پولینڈ کے ترک ملینگے جن کو لوح مزار گذر جانے والے کی جائے وفات کا پتہ دیتی ہے۔ ان قبور میں غریب اور گمنام ترکوں کے پہلو بہ پہلو بڑے بڑے امراء اور وزراء کی قبریں ہیں۔ کہیں کسی سالار عسکر کا جسد خاکی مدفون ہے۔ کہیں قاضی عسکر آرام کر رہا ہے۔ کہیں والیٔ ولایت پڑا سو رہا ہے۔ کہیں پورا گنج شہیداں مدفون ہے۔ یعنی ایک ہی پلٹن کے جوان جو میدان جنگ میں مجروح ہوئے۔ اور قبرستان کے قریب ترکوں کے مشہور طبی یونیورسٹی حیدر پاشا کے جنگی ہسپتال میں زیر علاج رہ کر جان بحق ہوئے ؎

یہ ہیں ترکی تمدن کے حالات۔ میں نے اپنی بہنوں کی دلچسپی کے لئے لکھے ہیں۔ تاکہ میری مصباحی بہنیں پڑھ کر لطف اندوز ہوں ؎

خاکسارہ کنیز فاطمہ بانو احمدی بنت ڈاکٹر محمد علی خاں صاحب احمدی مرحوم افریقوی اہلیہ میر عطاء اللہ خاں صاحب احمدی۔ جودھپور۔ مارواڑ

KHILAFAT LIBRARY

مصباح کی توسیع اشاعت کیلئے مصباحی بہنیں کوشش کریں۔ اور جو مضامین لکھ سکتی ہیں وہ مضامین سے امداد فرمائیں ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر کی فیس

شہزادی جہاں آرا شمعدان کے قریب کھڑی تھی۔ یکایک ایک مصاحب کا آنچل شمع پر جا پڑا۔ باقی عورتوں کے تو حواس باختہ ہو گئے۔ لیکن شہزادی جرأت کر کے آگے بڑھی اور ہاتھوں سے مسل کر آگ بجھا دی۔ آگ تو بجھ گئی لیکن شہزادی کی اپنی جان خطرہ میں پڑ گئی۔ آناً فاناً محل میں کھلبلی مچ گئی۔ ہر بشرے سے خوف و ہراس کے آثار ہویدا تھے۔

شاہجہان بادشاہ دریچہ میں کھڑے تاج محل کا نظارہ کر رہے تھے۔ ان کے چہرے پر افسردگی کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ اور حرکات سے گھبراہٹ ظاہر ہوتی تھی۔ سامنے تاج محل اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ دمک رہا تھا۔ جمنا کے پانی میں جب اس کا عکس پڑتا تو ایک نہایت دلفریب نظارہ پیدا ہو جاتا لہریں بھی اچھل اچھل کر اس کو اپنی آغوش میں چھپا لینے کی کوشش کرتیں۔

KHILAFAT LIBRARY

شہنشاہ عالم خیالات کے گہرے سمندر میں مستغرق تھے۔ وہ تاج محل کی طرف منہ کر کے دلسوز آہیں بھر رہے تھے۔ "آہ اے نور محل تیرے بعد جہاں آرا ہی میری زندگی کا سہارا تھی۔ لیکن آہ آہ۔ وہ بھی چراغ سحری کی مانند بجھا چاہتی ہے۔

"جہاں پناہ! فرنگی ڈاکٹر حاضر خدمت ہے۔"

داروغہ نے آکر خیالات کے سلسلہ کو توڑ دیا۔

"اگرچہ ہوتے تو نکمے ہی ہیں۔ پھر بھی شائید کھوٹا پیسہ کام دے جائے۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔"

شہزادی کا علاج ہوا۔ لوگوں کی مسرت کی حد نہ رہی۔ جب شہزادی نے غسل صحت کیا۔ اور وہ بالکل تندرست ہو گئی۔

بادشاہ سلامت تخت طاؤس پر تشریف فرما تھے دربار لگا ہوا تھا۔ بادشاہ کا چہرہ مسرت و انبساط سے چمک رہا تھا۔ مصاحب بھی خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے کہ آج ان کی شہزادی کو صحت کامل عطا ہوئی۔

"ڈاکٹر صاحب! میرا دل تشکر و امتنان کے جذبات سے معمور ہے۔" بادشاہ نے انگریز ڈاکٹر کو خطاب کیا۔ "مانگئے جو خواہش ہو انشاء اللہ منہ مانگی مراد پوری کی جائے گی۔"

"جہاں پناہ! بندہ غلام ہے۔ ایک ادنیٰ خدمت تھی۔ جو ادا کر دی۔ مجھے کسی انعام اکرام کی حاجت نہیں۔" ڈاکٹر نے مؤدبانہ طریقہ سے عرض کیا۔ لیکن شاہ جسکی فیاضی کی دور دور دھوم مچی ہوئی تھی اس کو انعام دینے پر مُصر تھا۔

آخر شہنشاہ عالم کے پیہم اصرار پر ڈاکٹر نے زبان کھولی اور یوں گویا ہوا:-

"جہاں پناہ! انعام کی خواہش تو نہ تھی پر حضور والا کے مکرر اصرار پر ایک عرض ہے۔ وہ یہ کہ انگریزوں سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تجارت کی تمام بندشیں اُٹھالی جائیں۔ اور ان کو آزادانہ طور پر لین دین کی اجازت ہو"

"انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا" بادشاہ نے مسرت آمیز لہجہ میں کہا۔ اور فوراً ایک فرمان لکھ کر ہندوستان کی تجارت کا انگریزوں کو مالک بنادیا *

یہ فرمان پیش خیمہ تھا۔ ہندوستان میں انگریزوں کے مستقل قدموں کے جمنے کا۔ آفرین صد آفرین اس شخص پر اور اس قوم پر جس کا وہ فرد تھا۔ کہ اُس نے قومی مفاد کو پیش نظر رکھا۔ قابلِ تحسین ہے وہ شخص جس نے اپنی ذاتی خواہشوں کو ملک کی بہبودی کے لئے قربان کردیا۔ ڈاکٹر چاہتا تو وہ چیز مانگتا جسکو حاصل کرکے وہ ساری عمر کے لئے مال و دولت کے سوال سے بے نیاز ہوجاتا۔ اور اپنی بقیہ زندگی عیش و طرب میں گذارتا۔ لیکن اس نے قوم کی بہتری کو مقدم جانا *

ہاں یہی قومیں ہیں جو دنیا میں ترقی کرسکتی ہیں۔ اور طاقت کا لوہا ساری دُنیا کو منوا سکتی ہیں۔ وہ قوم جس کے افراد ایسی قربانیاں کرنے کے لئے تیار ہوں بھلا کیوں نہ اس کے قبضہ میں "زمینی بادشاہت کی کُنجیاں" ہوں *

بہنیں سوچیں کہ انہوں نے اسوقت تک اپنی قوم کے لئے کونسی قربانی کی ہے *

KHILAFAT LIBRARY

ہندوستان میں زنانہ تعلیم

کُل برٹش انڈیا میں بارہ کروڑ تین لاکھ عورتیں ہیں۔ ان میں تقریباً تین کروڑ مُسلم خواتین ہیں۔ انکی تین لاکھ بارہ ہزار سات سو چار بچیاں زیر تعلیم ہیں۔ گویا ہر سو مسلم لڑکیوں میں سے ایک مدرسہ میں ہے اور ۹۹ بیکار کھیلتی پھرتی ہیں۔ زیر تعلیم مسلم لڑکیوں میں بھی تین لاکھ دس ہزار ایک سو ابتدائی تعلیم کے درجہ اوّل و دوئم میں ہیں جہاں صرف الف بے سکھایا جاتا ہے، ایک ہزار سات سو درمیانی (مڈل) درجہ میں اور صرف ایک سو تیتالیس اعلیٰ تعلیمی درجوں میں (میٹرک) اور کالجوں میں جاکر یہ نمبر صرف ۳۲ ہی رہ جاتا ہے جہاں ایک پرفیسر کاروے کی ہندو زنانہ یونیورسٹی نے ساٹھ گریجویٹ پیدا کیں وہاں ہندوستان کے تمام کالجوں اور یونیورسٹیوں میں مسلمانوں کی صرف ۳۲ عورتیں ہیں یہ اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی ہر سو عورتوں میں ایک زیر تعلیم ہے۔ ابتدائی تعلیم یافتہ جسکو نوشت و خواند آتا ہے ہر دو ہزار میں ایک مڈل کلاس تک پہنچکر ہر بیس ہزار میں ایک میٹرک درجوں میں ہر دو لاکھ میں ایک۔ اور کالج میں چلکر فی دس لاکھ مُسلم عورت ایک لڑکی ہے۔ اس حالت کے ہوتے ہوئے بعض اُردو رسائل و قدامت پسند اصحاب کا یہ شور کہ ہمارے گھر برباد ہوئے جاتے ہیں نئی روشنی و تعلیم غضب ڈھا رہی ہے۔ قبل از مرگ واویلا کا مصداق ثابت ہوتا ہے۔ اگر تین کروڑ عورتوں میں ۳۲ لڑکیاں کالجوں میں نظر آئیں تو ہمارا اللہ ہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

KHILAFAT LIBRARY

مالک ہے۔ کُل برٹش انڈیا میں ۱۸ لاکھ لڑکیاں زیر تعلیم ہیں ان میں صرف تین لاکھ مسلم ہیں۔ جن میں صرف ایک سو ترسیٹھ اعلیٰ تعلیمی درجوں میں ہیں۔ دوسری قوموں کی لڑکیوں کی صرف دو ہزار تعداد ہے۔ گویا فی ایک لاکھ آبادی ایک لڑکی کالج میں ہے۔ اس طرح ہم زنانہ اعلیٰ تعلیم میں دوسروں سے دس گنا پیچھے ہیں۔ اور چونکہ آبادی کے لحاظ سے ہم ہندوستان کا پانچواں حصہ ہیں۔ اس لئے ملکی تعلیمی دوڑ دھوپ اور زمانہ کی تیز رفتاری میں ہماری اعلیٰ زنانہ تعلیم پچاس گنا پیچھے ہے۔

علمی نقصان کے علاوہ جو مالی نقصان ہم لوگ اُٹھا رہے ہیں۔ اس کا اندازہ صرف ایک مثال سے ہو سکتا ہے۔ اور وہ یہ کہ مڈل اور ہائی سکول میں کُل ایک لاکھ چالیس ہزار لڑکیاں تمام اقوام کی ہیں۔ ان کی تعلیم پر ہمارا ستاسی لاکھ چالیس ہزار روپیہ سالانہ خرچ ہوتا ہے۔ ان سکولوں میں مُسلم لڑکیاں صرف چودہ سو ہیں۔ جن پر کُل خرچ گیارہ ہزار روپے سالانہ کے قریب ہوتا ہے۔ برٹش انڈیا میں ہماری زنانہ آبادی کا تناسب دیگر زنانہ آبادی سے چوتھائی ہے۔ اس لئے ہمارے حصہ میں اکیس لاکھ پچاسی ہزار روپیہ آنا چاہیئے لیکن ہم اس میں سے صرف گیارہ ہزار کام میں لاتے ہیں۔ اور باقی اکیس لاکھ چھہتر ہزار ہمارے کام میں نہیں۔ بلکہ دوسروں کے کام میں آتا ہے۔ کیا مُسلم خواتین میں اس کثیر مالی نقصان برداشت کرنے کی استطاعت ہے؟ عجیب تماشا ہے کہ قومی روپیہ بھی کھوئیں اور جاہل بھی رہیں ؏

صوبہ وار لیجئے تو بنگال، پنجاب، سندھ، مالابار (موپلا) اور کشمیر میں مسلمانوں کی تعداد ہندوؤں سے زیادہ ہے۔ کشمیر میں تعلیم یافتہ عورتوں کی تعداد ایک ہزار میں تین ہے۔ اور ان میں بھی مسلمان عورتوں کی ہزاروں میں مشکل سے ایک۔ سندھ کی ۳۲ لاکھ آبادی میں چھبیس لاکھ مسلمان ہیں۔ ان میں تقریباً گیارہ لاکھ مُسلم خواتین ہیں۔ اور ان کی صرف گیارہ ہزار لڑکیاں زیر تعلیم ہیں۔ اور یہ سب الف بے پڑھتی ہیں۔ مڈل و ہائی سکول تک ان میں سے صرف سترہ لڑکیاں پہنچی ہیں۔ اور کالج میں اللہ کا نام۔ مڈل اور ہائی سکول پر وہاں چودہ لاکھ روپیہ سالانہ خرچ ہوتا ہے۔ اس میں سے ہماری زنانہ آبادی کے لحاظ سے ہماری لڑکیوں پر ساڑھے دس لاکھ روپیہ خرچ ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن ہم صرف دو ہزار روپے سالانہ کا فائدہ اُٹھاتے ہیں بنگال میں ایک کروڑ چالیس لاکھ مسلم عورتیں ہیں۔ ان میں سے صرف دو لاکھ ۲۶ ہزار زیر تعلیم ہیں۔ اور صرف دو ہزار کے قریب الف بے سے آگے ہیں۔ تمام لڑکیاں پہلی جماعت کے بعد ہی سکول چھوڑ دیتی ہیں۔ دوسرے درجہ تک سو میں سے صرف سترہ لڑکیاں رہ جاتی ہیں۔ اور اعلیٰ تعلیم تو وہاں ابھی شروع تک نہیں ہوئی۔ آسام کی گیارہ لاکھ زنانہ مُسلم آبادی میں صرف آٹھ لڑکیاں مڈل کلاس سے آگے ہیں۔ اور سی۔ پی کی ڈھائی لاکھ میں صرف ایک لڑکی مڈل سے آگے ہائی سکول کے درجہ میں ہے۔ جب کالج کی تعلیم پر نظر ڈالیئے تو بنگال کی ڈیڑھ کروڑ مسلم خواتین کی صرف پانچ بچیاں کالج میں ہیں۔ مدراس کی چودہ لاکھ میں چار۔ یو۔ پی میں ۳۲ لاکھ میں پندرہ۔ پنجاب میں ستاون لاکھ میں بارہ۔ اور بمبئی کی تیس لاکھ میں صرف ایک۔ اور سی۔ پی۔ بہار و اڑیسہ اور آسام کا کالجیں مُسلم خواتین سے بالکل خالی نظر آتی ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان کے مغربی ساحل پر ایک عربی النسل مُسلم قوم "موپلا" بارہ لاکھ کی تعداد میں آباد ہے۔ ان کی تقریباً چھ لاکھ عورتوں کی ایک لاکھ بچیوں کا سوائے مکتب و مسجد کے مدرسوں کے اور کوئی انتظام نہیں۔ ان کے لئے ایک بھی مڈل یا کوئی سکول مہیا نہیں کیا گیا ہے۔ ان کی کثیر تعداد حالانکہ اس صوبہ میں رہتی ہے۔ جہاں زنانہ تعلیم بہت ترقی یافتہ ہے، جہاں صرف معلمات کا نمبر دس ہزار اور جہاں لڑکیوں کے لئے سات کالج اور ننانوے ہائی سکول ہیں۔ اور جہاں پچاس لاکھ روپیہ سالانہ صرف زنانہ تعلیم گاہوں پر خرچ ہوتا ہے ٭

اعلیٰ تعلیم کے دیگر شعبوں میں یہ ہی کیفیت ہے ٹریننگ سکولوں میں جہاں معلّمات تیار کی جاتی ہیں چار ہزار چھ سو ۶۶ طالبات ہیں ان میں صرف تین سو تین مُسلم ہیں۔ ٹریننگ کالجوں میں جہاں بی اے کرنے کے بعد داخلہ ہوتا ہے اور جہاں سے مستند ہوکر ہیڈ مسٹریس وغیرہ کے عہدہ پر نکلتی ہیں۔ ایک سو تیس عورتوں میں صرف دو مسلمان ہیں۔ میڈیکل سکول و کالجوں میں کہیں کہیں کوئی صورت نظر آتی ہے۔ لاء کالج (قانون) میں ۹ عورتیں زیر تعلیم ہیں۔ اور وہ سب غیر مُسلم گویا اعلیٰ تعلیم کے عام محکموں میں چھ ہزار سات سو ۵۷ طالبات میں صرف ایک سو ۴۳ مُسلم ہیں ٭

KHILAFAT LIBRARY

محکمہ تعلیم پر نظر ڈالئے تو تین ڈپٹی ڈائرکٹرلیس اور ایک چیف انسپکٹریس ہندوستان میں مقرر ہو چکی ہیں۔ جو اپنے صوبوں کی زنانہ تعلیم کے سیاہ و سپید کی مالک ہیں۔ ان میں ایک بھی مُسلم خاتون نہیں۔ مُسلم انسپکٹریس و ڈپٹی انسپکٹریس اور معلّمات و لیڈی پروفیسرز وغیرہ کا بھی اسی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے ٭

ہندوستان کے پانچ صوبوں، بمبئی، مدراس، یو۔پی، سی پی و آسام کو جبریہ زنانہ تعلیم کی قانوناً اجازت مل گئی ہے بمبئی و مدراس میں جبریہ و مفت تعلیم شروع بھی کر دی گئی ہے لیکن مُسلم لڑکیاں اس سے مستثنیٰ کرالی گئی ہیں۔ یا للعجب! جنکا مذہب تعلیم کو جبریہ قرار دے رہا ہے وہ مُلکی قانون سے مستثنیٰ ہونا اپنے لئے ضروری سمجھتے ہیں ٭ (عصمت)

لجنہ اماء اللہ گجرات

لجنہ اماء اللہ گجرات کا جلسہ ہر اتوار کو خاکسارہ کے مکان پر ہوتا ہے۔ جس میں غیر احمدی بہنیں بھی شامل ہوتی ہیں۔ اور اچھا اثر لیکر جاتی ہیں۔ ایک غیر احمدی بہن نے خواہش ظاہر کی۔ کہ گو میں غیر احمدی ہوں۔ لیکن احمدی بہنوں کو اپنے مکان پر بلا کر جلسہ کرنا چاہتی ہوں۔ تمام بہنوں نے اس کی خواہش کو منظور کر لیا۔ اور بروز اتوار ۱۰ر مئی کو اس کے مکان پر جا کر جلسہ کیا۔ اور جب جلسہ اختتام پذیر ہونے لگا۔ تو غیر احمدی بہن نے جس کے مکان پر جلسہ تھا۔ کہا کہ میں تبادلہ خیالات کرنا چاہتی ہوں۔ ہم نے اسے موقع دیا۔ اور اس نے وفات مسیح پر چند سوالات کیئے۔ جن کے جواب نہایت صفائی کے ساتھ مدلل طور پر استانی برکت بی بی صاحبہ نے دیئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور قرآن مجید سے آیات پیش کیں۔ جن کا وہ عورت کوئی جواب نہ دے سکی۔ اور ہمیں وقت ٹالنے کے لئے کہدیا۔ کہ چونکہ میں نے کوئی تیاری نہیں کی۔ اس لئے پھر کسی وقت آپ سے گفتگو کرونگی۔ غرض وفات مسیحؑ پر گفتگو کرنے سے علم ہو گیا ہے۔ کہ قرآن مجید تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرتا ہے۔ اور یہ عقیدہ جو ہم نے اختیار کیا ہوا ہے بالکل بودا ہے۔ پھر ایک دوسری جگہ جہاں غیر احمدی عورتیں اپنا جلسہ کرتی ہیں۔ انہوں نے ہمیں اپنے جلسہ میں شمولیت کیلئے بلایا۔ جب ہم چند احمدی بہنیں وہاں گئیں۔ تو انہوں نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہم سے پوچھا۔ کہ آپ ان کو وفات شدہ مانتے ہیں۔ اور ہم انہیں زندہ مانتے ہیں۔ اس لئے آپ قرآن مجید سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ثبوت دیں۔ ہم نے قرآن مجید سے آیات پڑھکر سنائیں۔ جن سے وفات ثابت ہوتی ہے اور ان کا ترجمہ عورتوں کو سنایا۔ وہاں غیر احمدی عورتیں تیس ۳۰ کے قریب تھیں۔ جب "فلما توفیتنی" والی آیت پیش کی گئی۔ تو وہ سخت گھبرائیں۔ اور ادھر ادھر کی باتیں کرکے ٹالنے لگیں۔ لیکن انہی عورتوں کے ساتھ والی غیر احمدی عورتوں نے انہیں سمجھایا کہ ہمارے پاس ایسا کوئی ثبوت نہیں ہے جس سے ثابت ہوتا ہو کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ ہیں۔ اور آسمان پر بجسم عنصری اٹھائے گئے ہیں۔ اب انہوں نے تو وفات ثابت کردی ہے۔ اب تمہارا فرض ہے۔ تم بھی حیات ثابت کرو۔ کیونکہ ہمارے پاس حیات مسیح کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اس لئے ہمیں ماننا پڑے گا کہ احمدی صحیح راستہ پر ہیں۔ اور ان باتوں کا وہ کوئی جواب نہ دے سکیں۔ جلسہ برخاست ہؤا۔ ایک اور بہن زیر اثر ہے۔ وہ وفات مسیحؑ کو تسلیم کرتی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو امام مانتی ہے۔ چند شکوک باقی رہ گئے ہیں۔ جو امید ہے دور ہوجانے پر انشاء اللہ تعالیٰ سلسلہ میں داخل ہوجائیگی تعلیم یافتہ اور سمجھدار ہونے کے علاوہ نہایت خلیق عورت ہے غرض گجرات میں ہمارے جلسہ نے اور غیر احمدی بہنوں کی شمولیت نے ہلچل مچادی ہے۔ نیز دعا کی جائے کہ مولا کریم ہماری کوششوں کو کامیاب کرے۔ اور سلسلہ کے لئے ترقی کا موجب بنائے۔ سب احمدی و غیر احمدی بہنوں کو جلسہ میں شامل ہونے کی طاقت بخشے۔ اور نور ہدایت کے قبول کرنے کے لئے سینے کھولدے آمین

والسلام راقمہ فیروز بیگم سکرٹری لجنہ اماء اللہ گجرات
اہلیہ ملک برکت علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ
گجرات - پنجاب

انیس عالم

ایام ماہواری کی خرابی۔ کمی۔ بیشی دور کرنیکے لئے ایک ہومیو پیتھک امریکن مجرب دوا ہے۔
قیمت عہ مع محصول ڈاک

ملنے کا پتہ:-
ڈاکٹر محمد حسن احمدی۔ ایم۔ ڈی۔ اچ۔ ایس۔ بیری اکبرپور کانپور۔

KHILAFAT LIBRARY

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تبتی عورتوں کے حالات

ہمارے ملک کے برعکس یہاں خوش حال گھرانوں میں لڑکی کی پیدائش کے موقعہ پر معمولی سے زیادہ شادمانی کا اظہار کیا جاتا ہے ؛

ولادت سے ایک ماہ بعد تمام عزیز و اقارب کو ضیافت پر مدعو کیا جاتا ہے۔ جس میں شریک ہونا لازمی ہوتا ہے۔ اس دن زچہ کے لئے تمام نو وارد تحفے لاتے ہیں جن کو وہ موقعہ کی یادگار سمجھ کر احتیاط سے رکھ دیتے ہیں۔ یہ تحائف مختلف اقسام کے لحاظ سے ہوتے ہیں۔ شادی و غمی وغیرہ کے علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔ یہ تمام بغیر کسی حیل و حجت کے منظور کر لئے جاتے ہیں۔ اور ان کی شکل کاغذ پر لی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ اپنی کسی خوشی میں اس سے دگنی کے دیندار رہتے ہیں ؛

KHILAFAT LIBRARY

بچے کا نام پیدا ہوتے ہی نہیں رکھا جاتا بلکہ ایک سال بعد نام رکھنے کی رسم ہوتی ہے۔ بچہ کو گو سالا ماہ پاس لے جاتے ہیں۔ جو اس کا نام منتخب کر کے رکھتا ہے۔ یہ بھی مذہبی رسم متصور کی جاتی ہے۔ واپسی پر مجمع کو مکان پر پُر تکلف دعوت دی جاتی ہے ؛

جب لڑکی دس برس کی ہو جاتی ہے۔ تو والدین کو شادی کرنے کی سوجھتی ہے۔ مگر وہ فرقوں بدھ اور آرعون میں چودہ سال کے بعد کرتے ہیں۔ نسبت کے معاملہ میں لڑکے اور لڑکی کو اپنی رائے یا پسند کرنے کا کوئی حق نہیں ہوتا۔ والدین مع نیک بزرگ عزیز اقارب کی رو سے جن کو اس میں خاص تجربہ ہوتا ہے۔ تلاش کر کے کام سرانجام کرتے ہیں۔ یہ لوگ حسن کی کوئی قدر نہیں کرتے کیونکہ ان کے نزدیک حسین لڑکی تکلیف دہ ہوتی ہے البتہ یہ جستجو ہوتی ہے۔ کہ لڑکی جائداد کے انتظام کرنے والی متمول ضرور ہو۔ دیگر نقائص نظر انداز کر دیئے جاتے ہیں ؛

نسبت قرار ہونے کے بعد اپنے لاما کو بلایا جاتا ہے۔ اور اس سے پوچھا جاتا ہے کہ وہ اپنے علم سے یہ بتلائے کہ ہر دو کا خط تقدیر ایک راستہ پر ہے یا جداگانہ۔ اگر وہ جواب ہاں میں دیوے۔ تو پھر ایک جلسہ عزیز و اقارب کا منعقد ہوتا ہے۔ اس میں بڑا زبردست بحث مباحثہ ہوتا ہے مگر اس میں جو کچھ بھی قرار پا جاوے۔ اس پر سختی سے کاربند رہ کر عمل کیا جاتا ہے ؛

یہاں ایک طریقہ دلچسپ رائج ہے۔ کہ کسی عورت نے مرتے وقت چھوٹا لڑکا چھوڑا تو وہ یتیم تصور کر کے لاما دوسر کسی عورت کے سپرد کر دیتے ہیں۔ جوان ہونے پر وہی عورت اس کی بیوی بن جاتی ہے کیا خوب ؟

جہیز کا مسئلہ ان لوگوں کے نزدیک نہایت اہم ہے یہ یا تو عین نسبت کے وقت یا شادی کے وقت دیدیا جاتا ہے۔ نسبت کے وقت دولہا دُلہن کے گھر جاتا ہے جہاں لاما وغیرہ شادی کی تاریخ مقرر کرتے ہیں۔ پس مقررہ تاریخ پر نوشہ کے عزیز و اقارب اس کے مکان پر جمع ہوتے ہیں فریق ثانی کے اعزا کا مجمع عروس کے مکان پر ہوتا ہے۔ ایک مختصر سی جماعت آدمیوں کی جس میں نوشہ بھی شامل ہوتا ہے۔ روانہ ہوتی ہے۔ آگے عروس کے احاطہ مکان کے دروازہ پر ان کے اعزا ازیں وہ بطور دربان کھڑے انتظار کرتے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نوشہ اور اس کی جماعت کو وہ اندر جانے سے روکتے ہیں۔ مگر یہ محافظ کچھ نقد لیکر راضی ہو جاتے ہیں۔ آگے نوشہ کو ایک اور مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کہ دروازہ پر چند مستورات کھڑی ہوئی مداخلت کرتی ہیں۔ اور اظہار ناراضگی وغیرہ کرتی ہیں۔ وہ بھی نقد لیکر مان جاتی ہیں۔ تب نوشہ اندرون خانہ میں داخل ہوتا ہے۔ جہاں وہ سب خیر مقدم کہتے ہیں لڑکی والے حسب حیثیت نہایت پر تکلف ضیافت کرتے ہیں۔ کھانا کھانے کے وقت دو عزیز ایک مرد اور عورت حلقہ نشست کے گرد چکر لگاتے ہیں۔ مرد پیالوں کو بھر دیتا ہے، اور عورت جس کے ہاتھ میں ایک چھڑی ہوتی ہے۔ جو بلا تکلف اس سے ان کی مزاج پرسی کرتی ہے۔ جو کھانے میں تکلف برتتے ہیں۔ اس کے بعد دولہا اور دلہن کے حق میں مدح سرائی ہوتی ہے۔ یہ ایک میچ ہوتا ہے ناکامیاب فریق خارج کو زر نقد یا ایک بکرا بطور جرمانہ ادا کرتا ہے اس کے بعد رخصت کا تقاضا شروع ہوتا ہے۔ گو ازحد دقت پیش آتی ہے۔ کہ دلہن کو چھپا دیا جاتا ہے۔ اور نوشہ مع دیگر عزیزان وغیرہ کو اس کے ڈھونڈھنے کے لئے کہا جاتا ہے۔ بڑی مشکل کے بعد وہ تلاش کرتے ہیں۔ تب دلہن والدین سے مل ملا کر رخصت ہوتی ہے +

نوشہ کو دروازہ کھلا ملتا ہے۔ وہاں چند لاما دروازہ کے سامنے منتظر رہتے ہیں۔ نوشہ و دیگر کو اتارتے ہیں۔ نوشہ اتر کر دلہن کو اتارنے کی کوشش کرتا ہے۔ جس پر وہ اس قدر روتی ہے کہ اسوقت اسکو کوئی ہستی اتارنے کی ترغیب نہیں دے سکتی۔ غرضیکہ دلہن کو اتارا جاتا ہے دونو سر جھکا کر لاما کے سامنے استادہ کھڑے ہو جاتے ہیں وہ دعا خوانی اور چاول جو پڑھ پڑھ کر ان کے روبرو نثار کرتا ہے۔ اور مذہبی رسومات ادا ہوتی ہیں کہ شاید ہی دنیا میں کہیں ہوتی ہوں +

شام کو عروس لباس فاخرہ اور جواہرات مرصع سے آراستہ ہو کر نوشہ کے ہمراہ اپنے احباب و اعزا کے مجمع میں برآمد ہوتی ہے۔ یہ رسم انگریزی رسم کے مطابق ہے۔ مگر فرق اتنا ہے کہ وہ پہلے اور یہ بعد میں ادا ہوتی ہے۔ اس کے بعد ناچ شروع ہوتا ہے۔ یہ راگ رنگ صبح تک رہتا ہے۔ صبح کی پہلی کرن کے نمودار ہونے پر یک لخت ختم ہو جاتا ہے۔ اگر فرض کیا۔ کہ دولہا اور دلہن کے والدین شادی کے اخراجات برداشت کرنیکے قابل نہ ہوں۔ تو وہ یہ انتظام کرتے ہیں۔ کہ دولہا کسی شب کو چپکے سے اپنی دلہن کو آکر لے جاتا ہے۔ ایسی صورت میں کوئی دینی و دنیوی رسم ادا نہیں کیجاتی اگر ممکن ہوا۔ تو شادی کے ایک سال بعد ولیمہ دیدیا +

ایک سے زیادہ شادی کرنا فضول خرچی سمجھا جاتا ہے مگر ایک اور عجیب رسم ہے کہ اگر دولہا کے دو چھوٹے بھائی اور ہوں تو وہ بھی اپنے بڑے بھائی کے حق شوہری میں شریک سمجھے جاتے ہیں۔ صرف یہی ایک معاملہ ہے جس میں عورت بے بس ہو جاتی ہے۔ خواہ وہ ان دونو بھائیوں کو پسند کرے یا نہ کرے۔ اسکو مجبوراً سر خم کرنا پڑتا ہے۔ اور کرتی ہے۔ بڑا بھائی بھی ایسے تعلق کو نہیں روک سکتا۔ مگر ایک عورت کے تین سے زیادہ شوہر ایک ہی خاندان کے نہیں ہو سکتے +

اس جگہ سلام یا شکریہ کرنا صرف بات چیت سے نہیں ہے۔ بلکہ حرکات سے ہی ادا کیا جاتا ہے۔ مگر مردہ

KHILAFAT LIBRARY

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا اظہار ایک ہی لفظ اور ایک ہی قسم کی حرکت سے کیا جاتا ہے. مثلاً اسکو ادا کرنے کے لئے دو لفظ "جولی" کہکر سر خم کرکے زبان باہر نکال دیتے ہیں ۔

کہیں پائے نوشتی یا دیگر شغل ہوتا ہے ہم ایسے موقع پر شکریہ ادا صرف زبان نکالنے پر ہی کر دیتے ہیں شمال اور مشرق کے ایک ضلع میں اس کے علاوہ سلام کرتے وقت عموماً بائیں ہاتھ کا انگوٹھا اُٹھا دیتے ہیں جو ہندوستانی تہذیب میں ایک مسخرہ پن ہے۔ بعض اپنا بایاں کان پکڑتے ہیں۔ یہ مردوں کیلئے ہے۔ عورات ان اشاروں کا اظہار دوسرے طریقہ سے کرتی ہیں۔ وہ اپنے ہاتھوں کی مُٹھیاں بند کرکے اس طور پر پہنچا آڑا کرکے ایک دوسرے پر رکھتی ہیں کہ دونو ہاتھوں کے گٹے مل جاتے ہیں اور تب دہنا ہاتھ تین مرتبہ پیشانی تک لے جاتی ہیں ہر بار "جوئی" کہتی ہیں اور سر کو جھکا لیتی ہیں ۔

ولادت باسعادت

جمعرات اور جمعہ یعنی ۲۸ و ۲۹ رمئی کی درمیانی شب کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور لطف سے عاجز کو بچہ عطا فرمایا۔ جسے میں اپنی طرح خدمت اسلام کے لئے وقف کرتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے لطف المنان نام تجویز فرمایا ہے۔ احمدی بہنوں سے اس کی عمر درازی۔ نیکی و تقویٰ اور اقبال مندی کے لئے دُعا کی درخواست کرتا ہوں ۔

خاکسار فضل الرحمٰن حکیم مبلغ آمدہ از مغربی افریقہ

کریول اور اس کی بیٹی

ایک شخص کو جو سینٹ ڈنگو کا رہنے والا تھا۔ اس وقت کے حاکم نے قید کر رکھا تھا۔ قصور اس کا یہ تھا۔ کہ وہ بہت مالدار تھا ۔

KHILAFAT LIBRARY

جس زمانہ میں فرانس کی کایا پلٹ ہوئی تھی۔ اس زمانہ میں جن لوگوں کو قتل کرنا منظور ہوتا تھا۔ ان کو ایک جگہ اکٹھا کرکے ایک ساتھ گولیوں کا نشانہ بنا دیتے تھے ۔

چنانچہ ایک دن دستور کے مطابق اس شخص کو بھی قید خانہ سے لاکر اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر گولی ماری جانے والی جماعت میں کھڑا کر دیا ۔

گولیاں سر کرنے کا حکم ہونے ہی کو تھا۔ کہ اتنے میں اس شخص کی لڑکی "میرا باپ، میرا باپ" کہتی ہوئی دوڑی تماشائیوں کی صفیں چیرتی ہوئی باپ کے پاس پہنچی۔ اور اس کے گلے میں باہیں ڈال کر کھڑی ہو گئی۔ اور باپ کے ساتھ اپنی موت کا بھی انتظار کرنے لگی ۔

لڑکی کی یہ حالت دیکھ کر سب نے اسے باپ سے الگ ہونے کے لئے سمجھایا۔ ڈرایا دھمکایا۔ لیکن کسی بات کا کچھ اثر نہ ہوا۔ باپ نے بھی بہتیرا کہا۔ لیکن اس نے ایک نہ سُنی۔ اُفوہ، دس سال کی بچی کو اپنی جان کا بھی تو خوف نہ رہا ۔

نیکی کی زبردست طاقت کے سامنے بڑے بڑے ظالموں اور گنہگاروں کو بھی سر جھکانا پڑتا ہے چنانچہ اس سنگدل حاکم کا دل بھی یہ معصوم محبت دیکھ کر نرم ہو گیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مصباح کے خریداروں میں سے جن کی طرف بقایا ہے انہیں وہ جلد ادا فرمائیں ؛

خود بھی صاحب اولاد تھا ۔ اس لئے اپنے بچوں کا خیال کر کے اُسے اس لڑکی کی حالت پر بہت رحم آیا ۔ دوسرے یہ کہ اس لڑکی کی محبت پر جو تعریف اور شاباش کی آوازیں چاروں طرف سے اس کے کانوں میں آنا شروع ہوئیں تو ظلم نے رحم کی صورت اختیار کر لی ۔ اور اس نے کسی بہانہ سے اس امیر کو اس گروہ سے علیحدہ کر کے سزا سے بری کر دیا ؛

قید سے چھٹنے کے بعد وہ رئیس بہت دنوں تک زندہ رہا ۔ اپنی دس سالہ لڑکی کی اس سچی محبت کی کہانی اپنے دوستوں کو مزے لے لے کر سنایا کرتا تھا ؛

(گلدستہ)

لجنہ اماءاللہ حیدرآباد دکن

قبل ازیں بتاریخ ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۴۹ھ مطابق ۳۰ ؍ مارچ کا بارھواں ماہواری جلسہ مقرر کیا گیا تھا جس میں مجلس مشاورت کے ایجنڈے کے متعلق بھی انتظام کیا گیا تھا ۔ اور ہر ایک ممبرہ سے مشورہ لیا گیا ۔ چنانچہ جلسے کے دوسرے روز ہی مولوی عبدالقادر صاحب صدیقی کو لجنہ اماءاللہ حیدرآباد کی طرف سے نمائندہ مقرر کر کے قادیان شریف روانہ کیا گیا ؛

اب بفضلہ تعالیٰ بتاریخ ۲۲ ؍ ذالحجہ ۱۳۴۹ھ مطابق ۱۱ ؍ مئی ۱۹۳۱ء لجنہ اماءاللہ حیدرآباد کا تیرھواں ماہواری جلسہ کیا گیا باوجود شدت گرما اکثر بہنیں شریک مجلس ہوئیں ۔ اور ہر ایک نے چندہ بھی ادا کیا ۔ جلسہ کی کارروائی ٹھیک ساڑھے چھ بجے شام سے شروع کی گئی ۔ پہلے عزیزہ امۃ الحفیظ بیگم نے قرأت پڑھی ۔ بعد ازاں مکرمہ محل مولوی بہاءالدین خانصاحب نے صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر علمی دلائل کے ساتھ مضمون سنایا ۔ پھر محل سیٹھ محمد اعظم صاحب نے ایک نظم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کے متعلق سنا کر مجلس کو مسرور کیا ۔ پھر عاجزہ نے حقیقت نماز پر تقریر کی ۔ اور تمام حاضرات مجلس کو نماز باترجمہ یاد کرنے کی تاکید کی ۔ آخر میں ایک نومسلمہ کرسچین مسماۃ مریم بی بی نے جو پہلے سرکاری سکول کی معلمہ تھیں اور اب ڈیڑھ ماہ سے میرے پاس مقیم ہیں ۔ جن کو نماز وغیرہ دینیات کی تعلیم دی جا رہی ہے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ کی نظم لوح الہدیٰ سنائی ؛ الحمد للہ للغہٗ روپیہ چندہ وصول ہوا ؛

اہلیہ بشارت احمد صاحب سکرٹری لجنہ اماءاللہ حیدرآباد دکن

زنانہ خوبصورتی کے راز

(۱) جس وقت اشتہائے صادق معلوم ہو ۔ کھانا کھاؤ ۔ اس حالت میں کھانے سے خوبصورتی پر کوئی برا اثر نہیں پڑتا ؛

(۲) جہاں تک ممکن ہو ۔ گرم پانی استعمال نہ کرو ۔ ہمیشہ ٹھنڈے پانی سے غسل کرو ۔ موسم سرما میں بھی ٹھنڈا ہی پانی استعمال کرنا چاہیئے ؛

(۳) کھانے کے اوقات مقرر کر لو ؛

(۴) کریم استعمال نہیں کرنا چاہیئے ۔ کیونکہ اس سے خوبصورتی میں فرق آجاتا ہے ؛

KHILAFAT LIBRARY

(۵) سفید پوڈر چھڑک کر استعمال کرو ؛

(۶) پیدل چلنے سے مت ڈرو ۔ کیونکہ حفظان صحت اور خوبصورتی برقرار رکھنے کا بھی سب سے اچھا ذریعہ ہے ؛

(۷) گوشت دن میں ایک بار سے زیادہ نہ کھاؤ ؛

(۸) اگر یہ چاہتے ہو کہ خوبصورت دکھائی دو تو کپڑا ایسے رنگ کا پہنو ۔ جو تمہارے چہرہ کے رنگ سے ملتا جلتا ہو ۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ غم والم کو اپنے پاس پھٹکنے نہ دو ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ طرز عمل تھا
اُس ختم رسل ؐ کا
جس کا بجا ڈنکا

(۶)

ہر بات پہ لڑنا
ہر اِک سے بگڑنا
ہر لحظہ اکڑنا

عادت تھی عرب کی | خصلت تھی عرب کی
میدان میں کسی کا | گر بڑھ گیا گھوڑا
جھٹ سونت کے تلوار | بس ہو گئے تیّار

اس طرح تھے لڑتے
ہر بات پہ مرتے
دن یوں تھے گذرتے

(۷)

وہ ماہ منوّر
جب غار حرا پر
چمکا جو نہی آ کر

وہ کبر میں مدہوش | رہتے تھے جو بیہوش
ہوش آ گیا اس دم | تھا اور ہی عالم
پس ہو گئے خاموش | ٹھنڈا ہوا سب جوش

تن تے نہ اکڑتے
لڑتے نہ جھگڑتے
بنتے نہ بگڑتے

(۸)

وہ خطۂ ویراں
تھا خاصہ گلستان
اِک حُسن تھا پنہان

رحمت کی گھٹائیں | اُلفت کی ہوائیں
اِک نور کا دریا | بہنے لگا ہر جا
ہر ایک مسلماں | ہر صاحب ایماں

احمدؐ پہ فدا تھا
مائل بہ خدا تھا
اِک دَور نیا تھا

(۹)

وہ راج دلارا
وہ خلق کا پیارا
سردار ہمارا

بیٹھا ہوا دن بھر | مسجد کی زمیں پر
کرتا کبھی تلقین | دیتا کبھی تسکین
رو رو کے رُلاتا | ہنس ہنس کے ہنساتا

سردار وہ سب کا
محبوب وہ رب کا
وہ چاند عرب کا

ماخوذ
ایس ایس "نسیم" - کیمل پور

KHILAFAT LIBRARY

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶۰

اخبار مصباح۔ قادیان دارالامان۔ ضلع گورداسپور (پنجاب)

یہ پھول میز پوش کے مرکز میں نہایت خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ رنگ حسب منشاء۔

زینب بیگم بنت میاں نظام الدین صاحب مرحوم

لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھپا کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا۔